Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024

Online ISSN : 2709-7641 Print ISSN 2709-7633

Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

The Rules of Objective Ijtihad
"In the Context of the Opinions of Contemporary Arab Scholars"

"اجتہادِ مقاصدی کے ضوابط" معاصر عرب علماء کے آراء کے تناظر میں

Zafran ul haq Abbasi
M Phil Scholar Department of Shari'ah Islamic Law & Jurisprudence
Allama Iqbal Open University Islamabad at- Zafranabbasi38@gmail.com
Rashad Manzoor
M Phil Scholar, Department of Islamic studies, Riphah International University at- rashidmanzoorabbasi@gmail.com

Abstract

"This study delves into the principles of Maqasid-based Ijtihad (ضوابط الاجتهاد المقاصدي), a pivotal topic in the field of Maqasid al-Shariah (Objectives of Islamic Law). The research underscores the significance of applying these principles systematically, not only within juristic reasoning and Ijtihad but also in advancing Maqasid-centered education and thought.By establishing a clear framework, the study aims to equip scholars (mujtahids or fuqaha) with the necessary tools to minimize errors and mitigate risks associated with Maqasid-driven interpretations. Furthermore, the criteria developed within this research provide a basis for evaluating the legitimacy of juristic actions, particularly where Maqasid al-Shariah is integral to deducing Shariah rulings and guiding decision-making. This framework ultimately aspires to ensure that Maqasid-based applications are both methodical and faithfully aligned with the overarching objectives of Shariah, thereby fostering balanced and well-grounded jurisprudential reasoning. In doing so, it enhances the depth of Islamic jurisprudence by offering a structured approach that bridges classical and contemporary issues, providing solutions rooted in the timeless values of Shariah. This study not only contributes to the discipline of Islamic law but also invites further discourse on Maqasid-based methodologies, highlighting their relevance in today's dynamic socio-legal landscape."

Keywords: Principles, Objectives, Islamic Law, Legitimacy, Juristic, Integral, Foundation, Balanced, Jurisprudential, Reasoning.

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

تمھید:

یہ تحقیق "ضوابط الاجتہاد المقاصدي" کے مسئلے کا جائزہ لیتی ہے، جو کہ موضوعِ مقاصدِ شریعت سے متعلق اہم ترین مسائل میں سے ہے۔اس کا بنیادی محور اس بات کے گرد گھومتا ہے کہ فقہ المقاصد کو نہ صرف اجتہادی واستنباطی اعمال میں بلکہ مقاصدی تعلیم و تربیت اور سوچ کے فروغ میں کیسے صحیح طریقے سے استعمال کیا جائے۔اس موضوع کی اہمیت اس میں پوشیدہ ہے کہ یہ ایک ایسا معیار فراہم کرتا ہے جس کی طرف مجتہد یا فقیہ غلطیوں سے بچنے اور ان خطرات سے بچنے کے لیے رجوع کر سکتا ہے جو اجتہادِ مقاصدی میں پیش آ سکتے ہیں۔یہ ایک ایسا معیاری اصول بھی ہے جس کی بنیاد پر ان اجتہادی اعمال کی شرعی حیثیت کا تعین کیا جا سکتا ہے جن میں مقاصدِ شریعت کو احکامِ شرعیہ کے استنباط اور فیصلہ سازی میں مؤثر عنصر کے طور پر استعمال کیا گیا ہو۔یہ مسئلہ اپنی اہمیت اور ضرورت کے اعتبار سے انتہائی قابلِ توجہ ہے۔انصاف کی بات یہ ہے کہ ہمارے قدیم علمائے اصول خصوصاً علمائے اصول فقہ نے اس موضوع کا ذکر کیا ہے، لیکن ان کے مباحث مختلف اصولی مسائل جیسے قطعیت وظنیت، تعلیل، مصلحت وغیرہ کے ضمن میں بکھرے ہوئے ہیں۔معاصر تحریروں کا جائزہ لینے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ مقاصد اور مصلحت کے موضوع پر تین کتابیں ہیں جو "ضوابط الاجتہاد المقاصدي" سے خاص تعلق رکھتی ہیں:

1. کتاب ضوابط المصلحة از ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطي
2. کتاب الاجتہاد المقاصدي از ڈاکٹر نور الدین الخادمی
3. کتاب الفکر المقاصدي: قواعدہ وفوائدہ از ڈاکٹر احمد الریسونی

اجتہاد مقاصدی کی اہمیت

سب سے پہلے اس بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ مقاصدِ شریعت کا علم صرف اجتہاد اور مجتہدین تک محدود نہیں ہے؛ بلکہ اس کا فائدہ ان تمام اہلِ علم کو بھی ہے جو اس سے واقفیت رکھتے ہیں اور اس میں مہارت رکھتے ہیں۔کسی شخص کا مقاصدِ شریعت کا فہم جتنا زیادہ ہوگا، اور وہ اپنی سوچ و نظر میں جتنا ان مقاصد پر انحصار کرے گا، اتنا ہی اس علم کی افادیت ہوگی۔ مقاصد شریعت اپنی بنیادی اصولوں، جامع پہلوؤں، کلیات و جزئیات، اقسام اور درجات کے لحاظ سے غور و فکر، تجزیے و تشخیص، استدلال و ترکیب کا منفرد طریقہ کار فراہم کرتی ہے۔مقاصدی نقطۂ نظر ان معنوں میں کہ وہ کلیات اور جزئیات کو یکجا کرتی ہے، کلیات کو جزئیات پر غالب کرتی ہے، اور وسیلے اور مقصد کے درمیان فرق پیدا کرتی ہے، بہترین توازن فراہم کرتا ہے۔مقاصد شریعت، جیسا کہ سمجھا جاتا ہے، ہمیشہ لچکدار نہیں ہیں بلکہ

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

ان میں ثبات، پائیداری، اور دوام بھی ہے۔ لیکن جب مقاصد کو واضح طور پر سمجھا اور متعین کیا جائے تو یہ وسیلے اور متعلقہ احکام میں لچک، تبدیلی، اور حالات کے مطابق ڈھالنے کی گنجائش فراہم کرتے ہیں، جو مقصود کی حفاظت اور تکمیل میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

لہٰذا، اسلامی شریعت کے طلبہ پر اجتہادِ مقاصدی کی اہمیت اور ضرورت مخفی نہیں رہ سکتی، خاص طور پر ان وسیع اجتہادی میدانوں میں جو اصولی ادب میں مذکور ہیں، تاکہ شریعت کی دائمی حیثیت کو برقرار رکھا جا سکے اور اسے ہر زمان و مکان کے لیے موزوں بنایا جا سکے۔ تاہم، اس اہمیت اور ضرورت کے باوجود، یہ بات واضح طور پر بیان کرنی چاہیے کہ اجتہادِ مقاصدی کو مکمل طور پر بغیر قیود، قواعد، اور شرائط کے جاری نہیں کیا جا سکتا۔ بغیر پابندی کے اجتہادِ مقاصدی میں داخل ہونا مختلف خطرات کو جنم دیتا ہے، اور اس میں بے جا وسعت سے بچنا ضروری ہے، کیوں کہ اس کا نتیجہ یقیناً غیر متوقع اور ناپسندیدہ نتائج کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ اور دین ایک کھیل بن کر رہ جاتا ہے۔ العیاذ باللہ

اجتہاد مقاصدی کے ساتھ جڑے خطرات میں سے ایک یہ ہے کہ اگر اسے ضروری اصولوں اور شرعی حدود سے آزاد کر دیا جائے تو یہ ایک نازک راستہ بن جاتا ہے جو بالآخر اجتہاد کرنے والے کو احکامِ شریعت سے دستبردار ہونے، یا ان کے نفاذ کو مفادِ عامہ کے نام پر معطل کرنے تک لے جا سکتا ہے۔ یہ حالت مفادِ عامہ کے نام پر نصوصِ شریعت کی پابندی کو ختم کرنے اور ضرورت کے نام پر ممنوعات کو مباح کرنے کی کوشش میں مقاصد اور ضرورت کے مفاہیم کو گڈمڈ کر دیتی ہے۔ اس طرح کبھی ضرورت کے نام پر، کبھی مصلحت کے حصول کے نام پر، اور کبھی روحِ شریعت کے نفاذ کی خواہش کے تحت حرام کو مباح کیا جاتا ہے، اقدار کو کمزور کیا جاتا ہے، احکام تبدیل اور معطل کیے جاتے ہیں، اور اجتہاد کو نصوص سے باہر کر دیا جاتا ہے۔ اس سے ان نصوص کی من مانی تشریحات سامنے آتی ہیں جو کتاب و سنت کے پیغام سے الگ ہو جاتی ہیں، حالانکہ انہی نصوص کو مقاصدی اجتہاد کے قیام اور مصالح کے حصول کے لیے بنیاد بنایا گیا تھا۔

اس صورتِ حال میں کتاب و سنت کی نصوص، جنہیں مصالح کے حصول کے لیے ہی مشروع کیا گیا تھا اور جو اجتہاد مقاصدی کے قیام کا ذریعہ تھیں، خود مفادِ عامہ کے حصول میں رکاوٹ بن جاتی ہیں۔ نتیجتاً، ان نصوص کو معطل کرنے اور ان سے تجاوز کرنے کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے تاکہ عقل کو وحی کی رہنمائی سے آزاد کر کے مفادات و مفاسد اور بھلائی و برائی کی تقدیر کا اختیار دیا جائے۔ اس طرح عقل کو وحی کے مقابلے میں، وحی کے معاون کے بجائے، ایک مستقل مقام دیا جاتا ہے۔[i]

حقیقت یہ ہے کہ اجتہاد مقاصدی میں ممکنہ خطرات اور پُر پیچ راستوں کے خوف کو بنیاد بنا کر اس کے دروازے بند کرنا، اس کی شرعیت کو مسترد کرنا، اور اس کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنا کسی صورت بھی درست نہیں ہے۔ ایسا کرنے کے نتیجے میں پیدا ہونے والے

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641 Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

خطرات بھی اتنے ہی سنگین ہو سکتے ہیں جتنے کہ اجتہاد مقاصدی میں ممکنہ بے اعتدالی کے خطرات ہیں۔ کسی بھی قسم کا افراط و تفریط نہ عقلاً درست ہے اور نہ شرعاً، اس طرح یہ دین، زندگی، کے میدان میں کبھی مثبت نتائج نہیں دے پائے گا۔[ii]

جب افراط و تفریط کی کوئی جگہ نہیں اجتہاد کے معاملے میں عمومی طور پر اور خاص طور پر اجتہادِ مقاصدی میں، جو واحد راستہ جو بچتا ہے، وہ یہ ہے کہ اجتہادِ مقاصدی کے لیے ایسے اصول و ضوابط وضع کیے جائیں جن کی پابندی اور پیروی لازم ہو، تاکہ اس سے مطلوبہ فائدہ حاصل کیا جا سکے، یعنی حقیقی مصلحت اور مقاصدِ شریعہ کا حصول۔ اسی لیے اجتہادِ مقاصدی اور اس کے رخ کو منضبط کرنے کی کوشش ایک حد تک ضروری بن جاتی ہے۔ اگرچہ شرعی مقاصد کے مطابق اجتہاد کی راہنمائی کے لیے ضوابط اور معیارات کی موجودگی اہم اور ضروری ہے، مگر عملی حقیقت یہ ہے کہ ان ضوابط کے بارے میں مباحث مقاصدی ادب میں بہت زیادہ یا نمایاں طور پر نہیں ملتے، سوائے اس کے کہ اگر اسلامی فقہ میں مصلحت کی نظر کو مقاصدِ شریعت کی بحث کا ایک مرکزی حصہ مانا جائے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ علمِ مقاصد کا موجودہ زمانوں میں آغاز اور توجہ نسبتاً نیا ہے، جس کے باعث ان کی تنظیم اور استعمال کے اصول پر بات کرنا اہم ہے۔[iii]

اجتہادِ مقاصدی کے ضوابط وحدود پر تحقیقی کام:

شاید سب سے پہلے جنہوں نے اجتہادِ مقاصدی کو منضبط کرنے کے مسئلے کی طرف مختصر انداز میں امام ابن عاشور نے اپنی کتاب "مقاصد الشریعہ"[iv] میں اشارہ کیا۔ ان کے بعد نمایاں انداز میں ڈاکٹر نور الدین الخادمی نے اپنی کتاب "الاجتہاد المقاصدی: حجیتہ، وضوابطہ، ومجالاتہ"[v] میں اس پر روشنی ڈالی۔ ان کے بعد ڈاکٹر احمد الریسونی نے اپنے کتاب "الفكر المقاصدي: قواعده وفوائده"[vi] میں اس موضوع کو پہلے سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا، اور ڈاکٹر رقیہ طہ جابر العلوانی نے اپنی کتاب "أثر العرف في فهم النصوص"[vii] میں بھی اس پر کام کیا۔ مندرجہ بالا کے پیشِ نظر، مقاصدی سوچ میں ضوابط اور معیارات کو اپنانا اہم کردار ادا کر سکتا ہے، جس کے ذریعے مقاصد کی اہمیت اور اجتہاد میں ان کے کردار پر توجہ سے آگے بڑھ کر ان اصول وضوابط کی تشکیل کی جا سکتی ہے، جو کسی بھی تاویل یا اجتہاد کے قبول یا رد میں مقاصدی نقطہ نظر کی موجودگی کو بنیاد فراہم کریں۔ فکری مقاصد عمومی طور پر امور کو سمجھنے اور تصور کرنے کا ایک انداز ہیں اور ایک ایسا طریقہ ہیں جو شریعت اور اس کے مقاصد اور اہداف کی مکمل بنیاد پر تشکیل پاتا ہے۔ یہ اسلامی شریعت کے عمومی و خصوصی، کلی و جزوی مقاصد اور حکمتوں سے مزین ہوتا ہے۔ اجتہاد مقاصدی فکری مقاصد سے زیادہ مختلف نہیں ہے، کیوں کہ یہ اختصار میں شریعت کے مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے اجتہاد فقہی اور استنباط کے عمل میں ان پر عمل کرنا ہے۔[viii]

ہر دو یعنی فکری اور اجتہادی مقاصد کے لیے لازمی ہے کہ ان کے پاس اصول و قواعد موجود ہوں جو انہیں علمی لحاظ سے نمایاں اور منفرد بنائیں، اور وہی اصول و ضوابط ان کی رہنمائی کریں، انہیں راہِ مستقیم پر چلائیں، اور شریعت کے مقاصد کو ان کا دائرہ کار و قابو

Shnakhat
VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

فراہم کریں۔ فکری مقاصد یہ نہیں ہے کہ وہ ظاہری صورتوں اور اصولوں سے آزاد ہوں اور عمومی ضوابطِ و قواعدِ لغویہ سے بغاوت کریں، اور محض اپنی رائے اور نقطہ نظر کے مطابق مقاصد کو ذکر کر کے ان کا تعین و تشکیل کریں اور مقاصد کو اپنی آراء کے فروغ کے لیے استعمال کریں... خواہ وہ مقاصد شرعیہ کو سطحی اور ناپختہ انداز میں سمجھیں، یا اپنے ذاتی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ان کا استحصال کریں اور جہاں مقاصد میں وسعت و گنجائش نظر آتی ہو، انہیں وسیلہ اور ذریعہ بنایا جائے۔[ix]

شیخ عبدالوہاب خلاف رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "مصادر التشریع الاسلامی فیما لا نص فیہ" میں مصالح و مقاصد کی شرعی حیثیت پر اعتدال پسندانہ مؤقف پیش کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ شریعت میں مصالح کو کیسے، کہاں، اور کن حدود میں تسلیم کیا جاتا ہے، جس کا خلاصہ تین نکات میں کیا جاسکتا ہے:

۱۔ معاملات کے باب میں جب کوئی حکم قطعی نص یا صریح اجماع سے ثابت ہو جائے تو اس سے دوسری طرف عدول کرنا درست نہیں اِلّا یہ کہ کوئی ضرورت داعی ہو، کیونکہ ضرورت کے مواقع نص کی وجہ سے مستثنیٰ ہیں، لہذا ضرورت کے وقت اس خاص نص سے عدول کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ ایک نص سے دوسری نص کی طرف عدول کیا جائے۔

۲۔ جن مسائل کا حکم قطعی نص یا صریح اجماع سے ثابت نہ ہو تو اگر وہاں کسی منصوص یا اجماعی مسئلہ پر قیاس ہو سکے تو اسی قیاس پر عمل کیا جائے گا اور اگر قیاس سے کام نہ لیا جاسکے تو وہاں لوگوں کی مصالح کا اعتبار ہوگا، لوگوں کی مصالح سے جلبِ منفعت یا دفعِ مضرت مراد ہے۔

۳۔ جس ضرورت یا مصلحت کا شرعی احکام میں لحاظ رکھا جاتا ہے، ضروری ہے کہ اس کے تحقیق کا فیصلہ ایسی جماعت کرے جو عادل ہو، شرعی احکام اور دنیا کے مصالح جاننے میں پوری بصیرت کی حامل ہو، اس بات کا فیصلہ کسی ایک فرد یا چند افراد کے حوالہ کرنا درست نہیں۔ اسی لیے بعض اہلِ علم نے سدِ ذریعہ کے طور پر مصلحت کے باب کا ہی انکار فرمایا ہے۔[x]

ابن عاشور کے نزدیک مقاصد کے ضوابط:

امام ابن عاشور نے مقاصد کو نہایت درست طریقے سے منضبط کیا اور غیر منضبط مقاصد کو رد کر دیا۔ انہوں نے کہا: "مقاصدِ شرعیہ دو قسم کے ہیں:

حقیقی مقاصد: جو اپنا ایک ذاتی وجود رکھتے ہوں اور جن کی مصلحت یا مفسدہ کو عقل سلیم بغیر کسی عادت یا قانون کے آزادانہ طور پر سمجھ سکتی ہو۔ مثلاً عدل کو نفع بخش سمجھنا اور کسی پر زیادتی کو نقصان دہ سمجھنا۔

Shnakhat
VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

عرفی مقاصد: وہ تجربات ہیں جنہیں عوام کے اذہان نے بار بار کے تجربات کی بنیاد پر اپنی اصلاح کے لیے مناسب اور پسندیدہ سمجھا ہو، مثلاً یہ سمجھنا کہ مجرم کی سزا اسے دوبارہ جرم کرنے سے باز رکھتی ہے اور دوسروں کو جرم سے روکتی ہے۔ ان دونوں کے لیے شرط ہے کہ وہ ثابت ہوں، ظاہر ہوں، منضبط ہوں، اور جامع ہوں۔"

پس، وہ چار اصول جو مقاصدِ شرعیہ کو منضبط کرتے ہیں، جن کے بغیر کوئی معنی مقاصدِ شرعیہ میں شامل نہیں ہو سکتا، وہ یہ ہیں: مقصد کا ثابت ہونا، ظاہر ہونا، منضبط ہونا، اور جامع ہونا۔ ان ضوابط کی مختصر وضاحت ذیل میں ہے۔[xi]

مقصد کا ثابت ہو:

امام ابن عاشور نے اس کی وضاحت اس طرح کی کہ "یہ مقاصد یقینی طور پر ثابت ہوں یا ایسے ہوں جن کا غالب گمان ہو۔" اس سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ جب بھی کوئی حکم ان مقاصد سے مطابقت رکھتا ہو تو اس کا یقینی حصول ضروری ہے اور اس سے انحراف صرف ضرورت کی صورت میں ہی قابل قبول ہے، کیوں کہ زیادہ انحراف مقصد کے صفتِ ثبوت کو ختم کر دیتا ہے اور اس پر یقین نہیں کیا جا سکتا، نہ ہی اس پر احکام کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔ مثال کے طور پر قصاص کے قانون کا مقصد انسانی جانوں کی حفاظت اور جسمانی اعضاء کو نقصان سے بچانا ہے۔ لہٰذا جب بھی قصاص کے حالات وقوع پذیر ہوں اور اس کا نفاذ کیا جائے تو ہمیں یہ مقصد کا ثبوت واضح حاصل ہوتا نظر آتا ہے۔[xii]

مصلحت کا ظاہر ہو:

مقصد واضح ہونا چاہیے تاکہ مجتہدین کے درمیان اس کے بارے میں کوئی اختلاف نہ ہو اور اس میں کسی قسم کی ابہام نہ ہو۔ مثلاً، یہ کہ قصاص کا قانون انسانی جانوں کی حفاظت کے لیے ہے، چور کا ہاتھ کاٹنا اموال کی حفاظت کے لیے ہے، اور نکاح کا حکم مخصوص شرائط و ضوابط کے ساتھ نسب کی حفاظت کے لیے ہے اور نسب کی حفاظت میں کسی غلط فہمی کو روکنے کے لیے ہے تاکہ یہ عقد شرعی بدکاری یا بے راہ روی سے کے تعلق سے الگ رہے سمجھا جائے، جیسے کہ کسی بدکار عورت کا کسی مرد سے تعلق کے نتیجے میں بچے کو اپنی اولاد منسوب کرنا۔[xiii]

مصلحت کی حدود مقرر ہوں:

یعنی یہ ایسا وصف ہو کہ اگر شرعی مقصد بننے کے لائق ہو تو اس کے لیے ایک مخصوص حد مقرر ہونی چاہیے جس سے تجاوز نہ کیا جائے، ورنہ یہ مشقت اور انسانی نفرت کا باعث بن سکتا ہے۔ اسی طرح اس کا ایک ایسا مناسب دائرہ ہونا چاہیے جس میں کمی نہ ہو ورنہ یہ دین کے اصول کو کمزور کر دے گا اور شریعت کی ہیبت اور اس کا لوگوں پر اثر ختم کر دے گا۔ لہٰذا اس مقصد کو ایک مناسب حد پر رکھنا ضروری ہے جو مکلفین کی استطاعت و طاقت کا بھی لحاظ رکھے اور شریعت کی ہیبت کو برقرار رکھے۔ جیسے شریعت نے عقل کو محفوظ رکھنے کے لیے ہر

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641 Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

نشہ آور چیز کو حرام قرار دیا ہے، اور اس کے کم ترین مقدار کو بھی حرام کیا ہے لیکن اگر یہ نشہ آور چیز سرکہ وغیرہ کی صورت میں تبدیل ہو جائے اور اس کی نشہ آور صفت ختم ہو جائے تو اس کے استعمال کی اجازت دی ہے، تاکہ مکلفین پر مشقت نہ ہو اور انہیں وسعت دی جا سکے۔ جبکہ مسکر کو استعمال کرنے والوں پر حد اور تعزیر کا نفاذ کیا تاکہ شریعت کی عزت و وقار کو قائم کیا جا سکے اور اس کی بالادستی کو تقویت دی جا سکے۔[xiv]

مصلحت میں جامعیت ہو:

امام ابن عاشور نے اس ضابطے کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ وہ وصف مختلف علاقوں، قبائل، اور زمانوں کے لحاظ سے متغیر نہ ہو اور شرعی مقصد کے طور پر تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ کچھ مصالح ایسی بھی ہیں جنہیں کبھی بھلائی سمجھا جاتا ہے اور کبھی فساد، یعنی جامعیت کے وصف سے محروم ہوتے ہیں۔ ایسے معانی کو کلی طور پر شرعی مقاصد کے طور پر نہ تو تسلیم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ ان معانی میں شرعی مقصد یہ ہوتا ہے کہ انہیں امت کے علماء اور مجتہدین کی صائب رائے کے سپرد کیا جائے تاکہ وہ مخصوص حالات میں ان کے مناسب اوصاف کی تعیین کر سکیں۔ مثال کے طور پر، قتال اور مباحثہ۔ یہ قوم کو تقسیم کرنے کی صورت میں نقصان دہ ہو سکتا ہے، مگر دفاع کے لیے اور دشمن کو روکنے کے لیے فائدہ مند بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ قران کریم کی بہت سی آیات اس طرف راہنمائی کرتی ہیں۔

اگر ضوابط ان پر عمل کیا جائے اور ان کے دائرے میں رہتے ہوئے اجتہاد کیا جائے تو جیسا کہ امام ابن عاشور نے اشارہ کیا ہے، اس سے شریعت کے حقیقی مقاصد حاصل ہوں گے اور ان وہمات و خیالات سے بچاؤ ممکن ہو گا جو اجتہاد میں غلط اور غیر شرعی مقاصد کو جنم دے سکتے ہیں۔ امام ابن عاشور دو مثالوں کے ذریعے مقاصد کی تلاش میں خیالات اور وہمات کے خطرے کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فقیہ پر لازم ہے کہ جب بھی اسے کوئی ایسا خیال یا ظن محسوس ہو جو کسی شرعی حکم کی بنیاد بن سکتا ہو تو وہ اس میں غور و فکر اور تدبر کرے تاکہ اس وہم کو ختم کرنے کا راستہ تلاش کر سکے اور دیکھے کہ اس حکم کا کوئی حقیقی معنی موجود ہے جو تشریع کا اصل مقصد ہے، جبکہ ممکن ہے کسی ظنی عنصر کی وجہ سے وہ عام لوگوں کی نظر میں نہ ہو۔

مثال کے طور پر: جہاد میں شہید کو غسل نہ دینے کی ممانعت ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "شہید قیامت کے دن اپنے خون کے ساتھ اٹھایا جائے گا، اس کا رنگ خون کی طرح ہو گا اور خوشبو کستوری جیسی ہو گی۔"[xv] بہت سے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ شہید کو غسل نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے جسم پر باقی رہنے والا خون قیامت کے دن اس کی گواہی دے گا، جبکہ حقیقت یہ نہیں ہے۔ اگر اسے نادانستہ، بھول کر یا جان بوجھ کر غسل دے بھی دیا جائے تو بھی یہ خصوصیت ختم نہیں ہو گی، اللہ تعالیٰ اس

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641 Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

کے زخم سے خون جاری کردے گا تاکہ محشر میں اس کی شہادت رہے۔ ممانعت کی اصل وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو جہاد کے شہداء کو غسل دینے میں مشغول ہونے کا موقع نہیں ہوتا اور ان کے اہلِ خانہ اور ساتھیوں کی دلی تکلیف کو دیکھتے ہوئے اللہ نے اس خاص اعزاز سے نوازا ہے۔[xvi]

اگرچہ ابن عاشور کے قائم کردہ یہ ضوابط اہمیت کے حامل ہیں، تاہم محقق کے نزدیک اجتہاد مقاصدی کی تحدید (ضبط) کے مسئلے پر مزید تفصیل کی ضرورت ہے۔ ابن عاشور کے ضوابط کو مقاصدی ضوابط کہا جا سکتا ہے، یعنی ان اوصاف کی تحدید کرنا جو محقق مقاصد کے حوالے سے حاصل کرتا ہے تاکہ وہ معتبر یا غیر معتبر مقاصد کے طور پر پہچانے جائیں۔

محقق اس مسئلے پر مزید توجہ دینے اور اس میں سنجیدہ کوششیں کرنے کی ضرورت کو محسوس کرتا ہے۔ اسے اسلامی فکر میں عمومی طور پر اور معاصر اسلامی فقہ میں خصوصی طور پر ایک وسیع تر بحث اور اختلاف کا موضوع سمجھا جا سکتا ہے۔

نتائج تحقیق

۱۔ معاملات کے باب میں جب کوئی حکم قطعی نص یا صریح اجماع سے ثابت ہو جائے تو اس سے دوسری طرف عدول کرنا درست نہیں اِلّا یہ کہ کوئی ضرورت داعی ہو، کیونکہ ضرورت کے مواقع نص کی وجہ سے مستثنیٰ ہیں، لہٰذا ضرورت کے وقت اس خاص نص سے عدول کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ ایک نص سے دوسری نص کی طرف عدول کیا جائے۔

۲۔ جن مسائل کا حکم قطعی نص یا صریح اجماع سے ثابت نہ ہو تو اگر وہاں کسی منصوص یا اجماعی مسئلہ پر قیاس ہو سکے تو اسی قیاس پر عمل کیا جائے گا اور اگر قیاس سے کام نہ لیا جا سکے تو وہاں لوگوں کی مصالح کا اعتبار ہو گا، لوگوں کی مصالح سے جلبِ منفعت یا دفعِ مضرت مراد ہے۔

۳۔ جس ضرورت یا مصلحت کا شرعی احکام میں لحاظ رکھا جاتا ہے، ضروری ہے کہ اس کے تحقیق کا فیصلہ ایسی جماعت کرے جو عادل ہو، شرعی احکام اور دنیا کے مصالح جاننے میں پوری بصیرت کی حامل ہو، اس بات کا فیصلہ کسی ایک فرد یا چند افراد کے حوالہ کرنا درست نہیں۔ اسی لیے بعض اہلِ علم نے سدِ ذریعہ کے طور پر مصلحت کے باب کا ہی انکار فرمایا ہے۔

مزید چار اصول جو مقاصدِ شرعیہ کو منضبط کرتے ہیں، جن کے بغیر کوئی معنی مقاصدِ شرعیہ میں شامل نہیں ہو سکتا، وہ یہ ہیں: مقصد کا ثابت ہونا، ظاہر ہونا، منضبط ہونا، اور جامع ہونا۔

تجاویز

اجتہاد کے اصولوں میں مقاصدِ شریعت کا درست اطلاق ایک اہم موضوع ہے لہٰذا میری تجویز ہے کہ

Shnakhat
VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

1. مقاصدِ شریعت پر مبنی تعلیم کو نصاب میں شامل کرنا: اعلیٰ تعلیمی اداروں میں اسلامی تعلیمات کے نصاب میں مقاصدِ شریعت پر مبنی مضامین شامل کیے جائیں۔ اس طرح کے تعلیمی اقدامات سے ایسے اہل علم پیدا کیے جا سکیں گے جو معاصر مسائل کے حل کے لیے مقاصدِ شریعت کی اصولی بنیادوں پر اجتہادی عمل کر سکیں۔

2: مقاصد پر مبنی اجتہاد کی توثیق کے لیے ایک کمیٹی کا قیام: اہل علم اور مقاصدِ شریعت کے ماہرین پر مشتمل ایک کمیٹی یا کونسل تشکیل دی جائے جو مقاصد پر مبنی اجتہادی فیصلوں کا جائزہ لے۔ اس توثیقی نظام سے مقاصدِ شریعت کے اطلاق میں مستقل مزاجی، علمی استحکام اور شریعت کی متوازن روح کو یقینی بنایا جا سکتا ہے۔

کتابیات

عمر عبيد حسنة، *مقالات في التفكير المقصدي* ط.المكتب الإسلامي-بيروت، ط.أولى، 1999م

طه جابر، *أثر العرف في فهم النصوص*،ط. دار الفكر-سوريا ط. أولى، ط. 2003م.

نور الدين الخادمي، *الاجتهاد المقاصدي: حجيته، وضوابطه، ومجالاته*، ط.-وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، قطر-

الريسوني، *الفكر المقاصدي: قواعده وفوائده*

خلاف ،عبد الوهاب،مصادر التشريع الاسلامی فیما لانص فی ،دارالقلم للنشر والتوضیح ،ص

ابن زغيبة، *مقاصد الشريعة* ، ط. دار الصفوة-القاهرة

ابن عاشور، *مقاصد الشريعة*،

أمثلة الوهميات أثناء البحث عن مقاصد الشريعة: مقاصد الشريعة لابن عاشور

مصادر و مراجع

عمر عبيد حسنة، *مقالات في التفكير المقصدي* ص 32، ط.المكتب الإسلامي-بيروت، ط.أولى، 1999م

طه جابر، *أثر العرف في فهم النصوص*،ص 275 ط. دار الفكر-سوريا ط. أولى، ط. 2003م.

طه جابر، *أثر العرف في فهم النصوص*،ص 275 ط. دار الفكر-سوريا ط. أولى، ط. 2003م.

ابن عاشور، *مقاصد الشريعة*، ص 271، ط. دار النفائس-الأردن- ط. ثانية، ط. 2001 م ت: محمد الطاهر الميساوي.

نور الدين الخادمي، *الاجتهاد المقاصدي: حجيته، وضوابطه، ومجالاته* ج2، ط.-وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، قطر-

الريسوني، *الفكر المقاصدي: قواعده وفوائده*ص 33-74،

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641 Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

طه جابر العلواني، أثر العرف في فهم النصوص ص 270،

الريسوني، *الفكر المقاصدي: قواعده وفوائده*، ص 33، ؛والخادمي، *الاجتهاد المقاصدي* ص 39،

الريسوني، الفكر المقاصدي، ص 33

خلاف ،عبد الوهاب،مصادر التشريع الاسلامى فيما لانص فيه ،دارالقلم للنشر والتوضيح ،ص:101 .105

ابن عاشور، *مقاصد الشريعة الإسلامية*، مرجع سابق، ص 251.

ابن زغيبة، *مقاصد الشريعة* ص 88، ط. دار الصفوة–القاهرة

ابن عاشور، *مقاصد الشريعة*، مرجع سابق، ص 253

ابن عاشور، *مقاصد الشريعة*، مرجع سابق، ص 253، ابن زغيبة، *مقاصد الشريعة*، ص88–89.

أخرجه البخاري في صحيحه، كتاب: الجهاد والسير، باب: من يخرج في سبيل الله، رقم: 2649، ومسلم في صحيحه، كتاب: الإمارة، باب: فضل الجهاد والخروج في سبيل الله، رقم: 1876، ومالك في الموطأ كتاب: الجهاد، باب: الشهداء في سبيل الله، رقم: 984. ويثعب معناه: يسيل وينهمر أو ينفجر.

أمثلة الوهميات أثناء البحث عن مقاصد الشريعة: مقاصد الشريعة لابن عاشور ص 256–257.